غزلیں

پی پی سریواستو رندؔ

○

اوڑھ کر حادثوں نے تاج مرا
زندگی سے لیا خراج مرا

میں تو تنہائیوں کی محفل ہوں
مجھ میں پلتا ہے اک سماج مرا

دکھتے لمحوں پہ پٹیاں رکھ کر
موسموں نے کیا علاج مرا

کرب کی اک لپٹ بھی مرا وجود
اور سکوں لمس بھی مزاج مرا

یہ رُتیں کیوں بدلتی رہتی ہیں
صرف اتنا ہے احتجاج مرا

دودھیا صبح کا حسیں سورج
راستا دیکھتا ہے آج مرا

حال کا کیا ہے، حال تو اے رندؔ
کل نہیں ہوگا جو ہے آج مرا

R-16، سیکٹر-XI، نوئیڈا

عطاءالرحمٰن قاضی

○

توڑ ہی دی ترے وحشی نے ہوا کی زنجیر
”رقص مینار“ کیا، ریگِ رواں نے تعمیر

دائرہ وار کھلا موجِ سفر کا مفہوم
پانیوں پر کسی کنکر نے لکھی تھی تحریر

موسمِ وصل میں حیرت کے گنہگار بھی ہم
عالمِ ہجر میں گریہ بھی ہماری تقصیر

آ گرا تھا کوئی جنگل کسی ویرانے میں
وقت کی آنکھ میں محفوظ کہیں یہ تصویر

قصۂ سطوتِ پارینہ ادھورا ہے کہ ہیں
کچھ ستونوں سے ابھی ٹیک لگائے شہتیر

رقص کرتے چلے جاتے ہیں سرِ مقتلِ شب
زخم پہنے ہوئے گلفام رتوں کے نخچیر

کیوں کھلاتی ہے ایاغوں میں گلِ سوختہ بخت
کیوں رُلاتی ہے چراغوں کو ہوائے دلگیر

خوف کیسا ہے جو سونے نہیں دیتا شب بھر
وہم کیسا ہے ازل سے جو ہوا دامن گیر

پاؤں زخمی ہیں مگر قیدِ سفر سے مجبور
جا پھنسے بھول بھلیوں میں تڑپتے رہگیر

اب بھی کٹیا میں پیالہ ہے چٹائی پہ دھرا
سو چکے اوڑھ کے مٹی کی ردا تیرے فقیر

جا لگا ہے کسی پتھر میں تو خوں نکلا ہے
ترکشِ ہجر سے کھینچا تھا عطاؔ کس نے یہ تیر

مین روڈ، محلّہ شریف پورہ، عارف والا ضلع پاکپتن (پاکستان)